عبدالکریم

مکاتیب جگن ناتھ آزاد بنام ڈاکٹر صابر آفاقی

ڈاکٹر صابر آفاقی کے کتب خانے سے تلاش بسیار کے دوران ممتاز اقبال شناس جگن ناتھ آزاد کے چھے خطوط دستیاب ہوئے جنھیں اس مقالے میں پیش کیا جارہا ہے۔ان خطوط کے آخر میں ضروری حواشی بھی تحریر کیے گئے ہیں۔تاکہ آزاد کا ایک مبسوط مطالعہ سامنے لایا جاسکے۔یہ خطوط علمی اور ادبی نوعیت کے ہیں پہلے جگن ناتھ آزاد اور پھر گزشتہ سال ۱۱؍اپریل ۲۰۱۱ء کو ڈاکٹر صابر آفاقی کے وفات پاجانے کے بعد ان خطوط کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔یہ خطوط غیر مطبوعہ ہیں اور اب ڈاکٹر صابر کے بیٹے کمال عباس کی ملکیت ہیں۔

ڈاکٹر صابر آفاقی اور جگن ناتھ آزاد کے تعلقات تین عشروں پر محیط رہے۔ان خطوط میں ۱۹۷۸ء کا ایک، ۱۹۸۰ء کا ایک، ۱۹۹۰ء کا ایک جب کہ ۱۹۹۶ء کے تین خطوط شامل ہیں۔تمام خطوط کا موضوع علامہ اقبال ہے۔

ابتدا میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مکمل متن سے پہلے جگن ناتھ آزاد اور ڈاکٹر صابر آفاقی کا تعارف پیش کردیا جائے۔

(۱)

جگن ناتھ آزاد: ۵ دسمبر ۱۹۱۸ء بمقام عیسیٰ خیل ضلع میاں والی (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ جامعہ پنجاب سے ایم۔اے (فارسی) کیا۔ دیال سنگھ ہائی اسکول لاہور سے بطور استاد اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔اقبال کی زندگی میں جنوری یا فروری ۱۹۳۷ء میں ان کا یوم ولادت منایا گیا اس موقعے پر آزاد نے اپنا مقالہ ''اقبال کی منظر نگاری'' پڑھا۔ڈاکٹر سلیم اختر کی مرتبہ کتاب ''اقبالیات کے نقوش'' میں یہ مقالہ شامل ہے۔۱۹۳۸ء میں جگن ناتھ آزاد راول پنڈی میں تھے جہاں ۲۱؍اپریل کو آپ نے علامہ اقبال کے جہان فانی سے رحلت کی خبر سنی۔آزاد نے ''ماتم اقبال'' کے عنوان سے اقبال کا مرثیہ لکھا۔آزاد نے قیام لاہور کے دوران مولانا صلاح الدین اور میراجی سے بہت کچھ سیکھا اور ان کا کلام 'ادبی دنیا' جیسے رسالے میں شائع ہونے لگا۔آپ ۱۹۴۱ء میں اس رسالے کے چھے ماہ قائم مقام مدیر بھی رہے۔آزاد نے ۱۹۴۰ء میں چند ماہ کے لیے ڈی اے وی کالج، لاہور میں اردو کے لیکچرر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔۱۹۴۶ء میں آزاد کی بیوی علالت کے بعد انتقال کرگئیں۔۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہند کا اعلان ہوا تو آزاد لاہور میں اپنے گھر واقع رام نگر میں تھے۔رات کو قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو ریڈیو پاکستان لاہور سے جگن ناتھ آزاد کا قومی ترانہ نشر کیا گیا۔آزاد فسادات کی وجہ سے ستمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور چھوڑ کر دہلی چلے گئے۔تقسیم ہند کے بعد پہلی بار ۱۹۴۷ء کے اواخر یا ۱۹۴۸ء کے شروع میں پاکستان آئے۔۳۱ جولائی ۱۹۴۸ء کو آزاد نے دوسری شادی کی اور اسی سال ان کا پہلا مجموعہ کلام ''طبل وعلم'' شائع ہوا۔۱۹۴۹ء میں ان کا دوسرا مجموعہ ''بیکراں'' شائع ہوا''۔ جگن ناتھ آزاد کو اقبال سے عشق تھا۔اس لیے ان کی شاعری اور نثر پر اقبال ہی چھائے رہے۔آزاد کا خاص موضوع اقبالیات

تھااور اس حوالے سے ان کی کتابیں اساسی نوعیت کی ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے سے اقبال کی مبسوط سوانح حیات لکھنے میں مصروف تھے، جس کی تین جلدیں لکھی جا چکی تھیں اور چوتھی جلد بھی شاید مکمل ہو، تاہم یہ منصوبہ ابتدائی طور پر پانچ جلدوں پر محیط تھا۔ علاوہ ازیں جگن ناتھ آزاد کی پینتالیس کتب علمائے ادب سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں[۲]۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۵ء تک کا زمانہ آزاد کے لیے ادبی لحاظ سے بے حد اہم تھا۔ اس زمانے میں انھیں جوش ایسے بڑے شاعر کی رفاقت میسر آئی۔ جوش سے آزاد نے اردو زبان کی باریکیوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ نے آزاد کو جذباتی طور پر بہت متاثر کیا۔ ان کی شاعری بھی اس کی زد میں آئی۔ آزاد تلوک چند محروم جیسے بڑے شاعر کے فرزند تھے۔ ۱۹۶۶ء میں آزاد کے والد تلوک چند محروم سورگ باش ہو گئے۔ مارچ ۱۹۶۸ء میں آزاد نے ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن آفیسر پریس انفارمیشن بیورو کے طور پر سری نگر کشمیر میں کام شروع کیا۔ آپ اس عہدے پر ۱۹۷۳ء تک کام کرتے رہے۔ آزاد نے ۱۹۷۷ء میں ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز کے عہدے سے ریٹائرمنٹ لے لی اور جموں یونی ورسٹی میں تین سال کے لیے پروفیسر اور صدر شعبۂ اردو بن گئے۔ سات سال تک اسی عہدے پر کام کیا اور سبک دوش ہوتے ہی پروفیسر امریطس کا اعزاز حاصل کیا۔ مرتے دم تک جموں یونی ورسٹی سے منسلک رہے۔

۱۹۷۳ء میں اقبال صدی کی تقریبات پر یہ بحث چھڑ گئی کہ علامہ اقبال کی تاریخ ولادت ۲۲؍فروری ۱۸۷۳ء ہے یا ۹؍نومبر ۱۸۷۷ء۔ تاہم آزاد ۹؍نومبر ۱۸۷۷ء کی تاریخ کو درست تسلیم کرتے تھے۔ اقبال صدی کی تقریبات کے موقعے پر آزاد نے ۲۷؍اکتوبر ۱۹۷۳ء کو ''اقبال نمائش'' کا اہتمام کیا۔ اس میں علامہ اقبال کی چھے سو کے قریب نادر تصاویر، قلمی تحریروں کے عکوس، مختلف کتابیں اور نادر تحریریں شامل تھیں۔ اس نمائش کو ہزاروں لوگوں نے دیکھا۔

آزاد کو بہ کثرت اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ جن میں کتاب ''اقبال اور کشمیر'' پر ایوارڈ زاور 'نشان منزل' پر ایوارڈ کے علاوہ اکتالیس ایوارڈز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ صدر پاکستان کی جانب سے ''اقبال میڈل'' اور پنجاب یونی ورسٹی لاہور کا ''اقبال میڈل'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کو ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری سے بھی نوازا گیا۔ جو کشمیر یونی ورسٹی سری نگر نے ۱۹۸۹ء میں عطا کی[۳]۔

جگن ناتھ آزاد بچپن ہی سے علامہ اقبال اور ان کی شاعری کے دل دادہ تھے۔ علامہ اقبال کی شاعری سے غیر معمولی لگاؤ کے باوجود آپ اقبال سے کبھی مل نہ سکے۔ تاہم ہندوستان میں آزاد کا نام اقبال شناسوں کی فہرست میں سرفہرست ہے۔ آزاد نے اقبال پر جتنی کتابیں لکھیں وہ ان کی اقبال سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کتابوں کی تعداد گیارہ ہے جن میں سے نو اردو اور دو انگریزی زبان میں ہیں۔ اردو زبان میں لکھی گئی کتابوں میں 'اقبال اور اس کا عہد' (۱۹۶۰ء)، 'اقبال اور مغربی مفکرین' (دسمبر ۱۹۷۵ء)، 'اقبال کی کہانی' (۱۹۷۶ء)، 'اقبال اور کشمیر' (۱۹۷۷ء)، 'بچوں کا اقبال' (۱۹۷۷ء)، 'اقبال۔ زندگی، شخصیت اور شاعری' (نومبر ۱۹۷۷ء)، 'مرقع اقبال' (تصویری البم) نومبر ۱۹۷۷ء، 'فکر اقبال کے بعض اہم پہلو' (۱۹۸۲ء)، محمد اقبال۔ ایک ادبی سوانح حیات (مارچ ۱۹۸۳ء) شامل ہیں۔ انگریزی زبان میں لکھی گئی دو کتابوں میں Iqbal-His poetry and Philosphy, Iqbal-Mind and Art شامل ہیں۔ اقبالیات پر آزاد نے کثرت سے مضامین لکھے جو نومبر ۱۹۳۸ء سے ۱۹۸۹ء کے درمیانی عرصے میں مختلف ادبی رسالوں میں شایع ہوئے[۴]۔ انھوں نے ہندوستان اور روس کی جامعات میں بھی اقبال اور اس کے فن پر بیسیوں لیکچر دیے۔

ڈاکٹر صابر آفاقی: اردو، گوجری اور فارسی کے ممتاز شاعر، محقق، استاد اور تاریخ دان پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی ۷۸ سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۱۰ اراپریل ۲۰۱۱ء کو اسلام آباد میں وفات پا گئے اور ان کو ۱۱ اراپریل کو اسلام آباد ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ صابر آفاقی ۹ مارچ ۱۹۳۳ء کو مظفر آباد کے شمال میں واقع ایک گاؤں گوھاڑی کھراٹ میں پیدا ہوئے۔۵ آفاقی نے ابتدائی تعلیم کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۰ء تک ہزارہ اور پنجاب کا سفر کیا۔ آفاقی نے دوسرا تعلیمی سفر ۱۹۶۹ء میں ایران کا کیا۔ ۱۹۷۲ء تک انھوں نے ایران میں قیام کیا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری سے نوازے گئے۔ آفاقی کے مطابق انھوں نے میٹرک، ایف اے، بی اے مولوی فاضل کیا اور بی اے آنرز پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔ آفاقی نے درس نظامی کا امتحان بھی پاس کیا اور ایم اے فارسی درجہ اوّل کی سند بھی حاصل کی جس کی وجہ سے سفارت ایران نے پی ایچ ڈی کرنے کے لیے سکالرشپ کی منظوری دی۔ یہ دور ایران میں شاہ کا تھا۔ پنڈت کلہن کی 'راج ترنگنی' کے قلمی نسخوں کی تصحیح اور مستند متن کی بازیافت ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ تھا۔

آفاقی کے مطابق انھیں ۱۹۴۸ء میں اپنے شاعر ہونے کا احساس ہوا۔ شاعری میں ابرار حسنی گنوری اور احسان دانش ان کے استاد تھے۶۔ آفاقی کے اردو مجموعہ ہائے کلام میں 'شعرِ تمنا'، 'طلوع سحر'، 'ثنائے بہاء'، 'زمزمۂ روح'، 'رشحات ابر'، 'خندہ ہائے بے جا'، 'نئے موسموں کی بشارت'، 'ہمہ آفتاب بینم اور 'سارے جہاں کا درد' شامل ہیں۔ آفاقی کے گوجری مجموعوں میں 'آرتھروں'، 'ہاڑا'، 'پھل کھیلی'، 'سانجھو کھلاڑو'، 'پیغام انقلاب' اور 'کیسر کیاری' شامل ہیں۔ ۱۹۷۲ء میں جب ایران سے واپس آئے تو ایک فارسی مجموعہ 'گلہائی کشمیر' کے نام سے شائع کیا۔ آفاقی کی فارسی غزلوں کا دوسرا مجموعہ 'درجستجوی سیارہ ای دیگر' کے نام سے شائع ہوا ہے۔

آفاقی نے غالب کے فارسی قصائد کا ترجمہ بھی کیا جو انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی نے شائع کیا ہے۔ آفاقی ایک اچھے مترجم تھے۔ انھوں نے عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کے اردو میں ترجمے کیے ہیں جن کی تعداد درجن سے زیادہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے آر کے پارمو کی انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ 'کشمیر اسلامی عہد' میں کے نام سے پیش کیا۔ انھوں نے اردو زبان کو انگریزی کا جامہ بھی پہنایا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے میری پرکنز کی انگریزی کتاب hour of the dawn کا ترجمہ 'سوانح سید علی محمد باب' کے نام سے کیا۔ قراۃ العین طاہرہ پر لکھا گیا انگریزی ناول جو امریکی خاتون کلارا اے ایچ نے tahira کے نام سے تحریر کیا، کو اردو زبان میں 'قراۃ العین طاہرہ' کے نام سے ۱۹۹۸ء میں مکمل کیا۔

تنقید، تذکرہ اور لسانی موضوعات کا مرقع، 'گوجری ادب' میں آفاقی نے ۷۸ شعراء کے تذکرے جمع کیے ہیں جنھوں نے گوجری زبان میں شاعری کی۔ یہ کتاب پنجابی زبان میں لکھی گئی ہے۔ انھوں نے گوجری زبان میں قراۃ العین طاہرہ پر ایک کتاب 'خاتونِ عجم' کے نام سے بھی مرتب کی۔ 'اقبال اور کشمیر' کے عنوان سے اُن کی کتاب درسی حوالے سے مفید ہے۸۔ آفاقی نے اپنے ۱۸ مقالات کو کتابی شکل میں 'جلوۂ کشمیر' کے نام سے شائع کروایا۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ کشمیریات کے نصاب میں شامل کتاب 'عکس کشمیر' اُن کے پندرہ مضامین کا ایک مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر صابر آفاقی سفرنامہ نگار بھی تھے اور انھوں نے دو سفرنامے بھی تحریر کیے ہیں۔ 'کثرت نظارہ'، 'خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا'۔ آفاقی کی ایک انگریزی تالیف Tahira in history کو kalimat press los angles نے ۲۰۰۴ء میں شائع کیا۔ 'مظفر آباد' ڈاکٹر صابر آفاقی کی ضخیم تصنیف ہے۹۔ یہ

مظفرآباد کی تاریخ ہے۔ آفاقی کی وفات کے بعد ان کا مجموعہ کلام 'ہمہ آفتاب بینم' منظر عام پر آیا جو غزلوں اور نظموں کا مجموعہ ہے۔ آفاقی نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر نگرانی ۱۹۸۰ء کی دہائی میں شروع کی۔ آفاقی روزنامہ 'سیاست' مظفرآباد میں 'آپ کا کام' کے عنوان سے کالم لکھتے رہے۔ اس کے علاوہ روزنامہ پاکستان میں 'آئینہ کیوں نہ دوں'، جموں وکشمیر میں 'جواز تحریر' کے عنوان سے بھی کالم لکھے۔۱۰

صابر صاحب نے اپنی خودنوشت بھی تحریر کی اور اپنی حیات میں اسے نہ صرف کمپوز کرایا بلکہ اس کے پروف بھی پڑھے مگر اسے شرمندۂ اشاعت نہ کر سکے۔ اس وجہ سے اس خودنوشت کا نام بھی نہیں رکھا جا سکا۔ امید کی جا سکتی ہے کہ آفاقی صاحب کے بیٹے ان کی خودنوشت کو کتابی صورت میں لائیں گے۔

(۱)

۲۰ر فروری ۷۸ء

نیا سال مبارک

برادرِ عزیز، تسلیم۱

خیریت نامہ ۱۶ اکتوبر کا ملا۔ سراپا سپاس ہوں۔ جواب میں، میں نے تاخیر کر دی۔ معافی کا خواست گار ہوں۔

اقبال صدی تقاریب۲ کے متعلق کتاب میں ابھی وقت لگے گا۔ بعض اور اہم کام اس وقت ہاتھ میں ہیں جنھیں مکمل کرنا ضروری ہے۔ روس سے واپسی پر سری نگر کا سفر درپیش آیا۔ میری کشمیر یونی ورسٹی۳ کی طرف سے اقبال سیمی نار تھا۔ ڈاکٹر عالم خوندمیری۴، پروفیسر اسلوب احمد انصاری۵ اور علی سردار جعفری۶ بھی آئے ہوئے تھے۔ بہت عمدہ سیمی نار رہا۔ سرور صاحب۷ تو ہم سب کے میزبان ہی تھے۔ شمس الرحمان فاروقی۸ اور شمیم حنفی۹ بھی شریک تھے۔ اس کے فوراً بعد میسور یونی ورسٹی۱۰ کے لیے تین توسیعی لیکچر لکھنا پڑے۔ یہ لیکچر وہاں دے کے آ گیا ہوں (وہاں بھی میرے لیکچر اقبال صدی تقاریب ہی کا حصہ تھے)۔ عنوانات منسلک ہیں۱۱۔ اب کرناٹک یونی ورسٹی۱۲ نے اقبال ہی پر تین لیکچروں کی دعوت دی ہے۔ کرناٹک یونی ورسٹی بھی اقبال صدی تقاریب منا رہی ہے۔ انھوں نے مجھے جنوری ۷۹ء کی تاریخیں تجویز کرنے کے لیے لکھا ہے۔ لیکن جنوری تک لیکچر مکمل نہ ہو سکیں گے۔ اس لیے یہ صدی تقاریب فروری ہی میں ہوں گی۔ آپ نے روس کے سفر کی وجہ پوچھی ہے۔ وہاں چار یونی ورسٹیوں میں چار لیکچر تھے۔ ایک یادگار سفر تھا۔ اقبال پر وہاں خاصا کام ہو رہا ہے۔ ماسکو۱۳ میں بھی اور لینن گراڈ۱۴ میں بھی۔ پری گارینا نتالیا۱۵ نے اقبال پر دو کتابیں لکھی ہیں۱۶۔ ان کے دو طالب علم پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ ایک کا موضوع 'گلشن راز جدید'۱۷ ہے دوسرے کا 'ضربِ کلیم'۱۸۔ لینن گراڈ میں بھی ایرا آوردیلی۱۹ پروفیسر تاسانایا۲۰ کی نگرانی میں اقبال پر کام کر رہے ہیں۔ تاجکستان۲۱ میں تو بزم اقبال۲۲ قائم ہے اور باقاعدگی سے اس کے اجلاس ہوتے ہیں۔ چار میں سے میرے دو لیکچر اقبال ہی پر تھے۔ ماسکو یونی ورسٹی میں اور تاجکستان یونی ورسٹی دوشنبہ۲۳ میں۔ لینن گراڈ میں غالب۲۴ پر تھا اور ریگا۲۵ میں جدید اردو ادب پر۔ A History of Indian Rule in Kashmir۲۶ کے ترجمے کی اشاعت کے متعلق مکتبہ جامعہ۲۷ سے بات کروں گا۔ اردو میں یہاں ڈھنگ کے پبلشرز دو چار ہی ہیں۔ از راہ کرم دو چار فقرے مصنف کے بارے میں اور دو چار نفس مضمون کے بارے میں لکھ کر مجھے بھیج دیں۲۸۔ میں انجمن ترقی اردو۲۹ سے بھی بات کروں گا اور ترقی

اردو بورڈ ۳۰ سے بھی۔ آپ نے لاہور کے لیے کام پوچھا ہے۔ لاہور میں کاموں کی کیا کمی ہے۔ جناب ریاض چودھری مالک قوسین پبلشرز ۳۱ سے کہیے کہ ازراہ کرم 'اقبال اور اس کا عہد' ۳۲ کی دو چار جلدیں اور بھجوا دیں۔ ان سے پوچھیے میری اور کتابیں ۳۳ جو میں نے بھیجی تھیں، ملیں یا نہیں۔ مل گئی ہوں تو رسید دے کر ممنون کریں۔ طفیل، مدیر 'نقوش' ۳۴، ڈاکٹر سلیم اختر ۳۵، ڈاکٹر وحید قریشی ۳۶ اور ڈاکٹر معز الدین ۳۷ سے محبت بھرا اسلام کہیے۔ وقت کم ہو تو ٹیلی فون ہی پر سہی۔ میری کتاب 'اقبال اور کشمیر' ۳۸ پر 'نوائے وقت' ۳۹ میں انور خالد محمود ۴۰ کا ایک مقالہ چھپا ۴۱، وہ تو مجھے مل گیا ہے۔ اس کے علاوہ دو مقالے اور چھپے ہیں ۴۲، وہ نہیں ملے۔ ان کے تراشے بھجوایے۔ 'نوائے وقت' تو بہت مقبول اخبار ہے ہر جگہ دستیاب ہوتا ہوگا۔ ہماری زبان ۴۳، آج کل ۴۴ اور معارف ۴۵ تینوں کے مدیران محترم کو لکھا تھا کہ یہ جرائد آپ کے نام جاری کردیں۔ انھوں نے غالباً میری فرمائش کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ اب انھیں پھر لکھ رہا ہوں کہ اگر میں چندہ انھیں بھیج دوں تو کیا وہ آپ کے نام جاری کردیں گے۔ اگر انھوں نے ہامی بھر لی تو چندہ بھیج دوں گا۔ صراف صاحب ۴۶ کی کتاب سامنے رکھی ہے۔ اس پر تبصرہ کرنے کی مہلت نہیں مل رہی ہے۔ ان کی خدمت میں میرا اسلام کہیں اور یہ کہیے کہ ذرا اطمینان حاصل ہو تو کسی انگریزی اخبار کے لیے اس کتاب پر مفصل تبصرہ کروں گا۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں ۴۷۔

نیازمند
جگن ناتھ آزاد

(۲)

۲۵/اپریل ۸۱ء

برادر عزیز تسلیم

آپ کے دونوں عنایت نامے ۲۲ مارچ اور ۲۴ مارچ کے پروفیسر محی الدین بچھ ۲ کے ذریعے سے موصول ہوئے۔ ایک جلد 'شہر تمنا' ۳ کی بھی۔ سراپا سپاس ہوں۔

من بہ بوئے مست وساقی پر دہد پیمانہ ہا

'شہر تمنا' اس سے قبل بھی مجھے آپ کی طرف سے مل چکی ہے۔ یہ دوسری جلد گویا قندِ مکرر ہے۔ میں نے اس میں سے 'ادبیات' ۴ کے لیے ایک انتخاب کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے 'ادبیات' بند ہوگیا اور میری محنت ٹھکانے نہ لگ سکی۔ گزشتہ اپریل مئی میں دس روز کے لیے پاکستان آنے کا موقع ملا تھا۔ چار یونی ورسٹیوں کی زیارت کی۔ لاہور، کراچی، پشاور اور اسلام آباد ۵۔ اکثر احباب سے بھی ملاقات ہوئی۔ کاش آپ سے بھی ملاقات ہو جاتی۔ اب ۴ مئی کو کراچی پہنچ رہا ہوں۔ صرف دو دن قیام رہے گا۔ وہاں انڈو پاک مشاعرہ ہے۔ کرم دین صاحب ۶ سے ملاقات کیے زمانہ ہو چکا ہے۔ آپ سے ملنے کی آرزو ہے

کشتی شکستگا نیم اے باد شرطہ برخیز

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیازمند
جگن ناتھ آزاد

(۳)

۱۵/جون ۱۹۹۰ء

برادرِ عزیز، آداب

آپ کا عنایت نامہ آپ کی دل کش نظموں (شمس بہا) کے ساتھ چند روز ہوئے موصول ہوا ہے۔

کس منہ سے شکر کیجیے اس لطف خاص کا

فارسی میں اشعار میں بھی کہہ لیتا ہوں 'بیکراں' میں ایک نظم، چند قطعات اور متفرق اشعار موجود ہیں لیکن آپ کے فارسی کلام کی بات ہی کچھ اور ہے۔ کل میں مذکورہ کتابچہ پڑھ رہا تھا کلام کی دلکشی اس مصرعے کی تفسیر ہے کہ

''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست''

یہاں ان دنوں شکاگو سے ایک بہائی لڑکی آئی ہوئی ہے۔ مجھ سے یونی ورسٹی میں بھی آ کر مل چکی ہے اور گھر پر بھی۔ اس نے مجھے چند کتابیں عنایت کی ہیں۔ ابھی انھیں پڑھنا شروع نہیں کیا۔ پڑھنے کا زیادہ تر کام میں ریل یا طیارے میں کرتا ہوں۔ ۳۰/جون سے لے کر ۸/اپریل تک ایک سفر ہے انشاء اللہ اسی مدت میں مذکورہ کتابیں پڑھوں گا۔ یہاں سے پاکستان کسی کتاب کی قیمت بھیجنا دشوار ہے ورنہ میں کتاب براہ راست پبلشر سے منگوا لیتا۔ اب اس کی ایک صورت ہے۔ میں اپنی چھ سو روپے کی کتابیں آپ کو یا آپ کے ناشر مقبول اکیڈیمی کو (اگر اس اکیڈیمی کا مکمل پتا مجھے مل جائے) بھیج سکتا ہوں۔ آپ کے ناشران کتابوں کے بدلے میں مجھے ایک جلد 'خاتون نجم' کی بھیج دیں۔ میں اپنی کتابوں کا ایک پارسل تحفۃً آپ کی خدمت میں بھیج چکا ہوں۔ اس کی رسید ملنے پر دوسرا پارسل کتابوں کا تحفۃً روانہ کر دیا جائے گا۔ اس کی رسید ملنے پر تیسرا پارسل، وہ بھی تحفۃً ہے۔ ناشر کے لیے انھی کتابوں میں سے چھے سو روپے کی کتابوں کا انتخاب کر لیں اور مجھے اطلاع دے دیں۔ مقبول اکیڈیمی ایک تجارتی ادارہ ہے۔ اسے نقصان نہیں ہوگا۔ میں تو تجارتی ادارہ نہیں ہوں۔ بلکہ اس بات کا قائل ہوں کہ

حیف بر جانِ سخن گر بہ سخنداں نرسد

کتابوں کا پارسل اس خط کے چند روز بعد ہی آپ کو ملے گا کیوں کہ خط تو air mail سے جاتا ہے، پارسل ریل سے۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

(۴)

۶/اپریل ۱۹۹۶ء

محبِ گرامی قدر ڈاکٹر صابر آفاقی

آداب

بہت مدت قبل آپ کا عنایت نامہ ملا تھا اور اس کے ساتھ آپ کی کتابیں اور علمی اور ادبی فتوحات کا تذکرہ۔ آپ کی کتابیں میں نے ذوق و شوق سے پڑھی تھیں اور پوری طرح لطف اندوز ہوا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ میں نے آپ کی خدمت میں خط لکھنے کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن اب ٹھیک سے یاد نہیں آ رہا ہے کہ میں نے آپ کو خط لکھا بھی یا نہیں یا کتابوں کی رسید دی بھی ہے یا نہیں۔ اب عمر کے اس حصے میں ہر بات صحیح طور پر یاد بھی نہیں رہتی۔ ویسے خدا کا فضل و کرم ہے تھوڑا بہت کام اب بھی کر رہا

ہوں۔اور ساتھ ہی ملک کے طول وعرض میں اور باہر کے ملکوں میں دوڑ دھوپ کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ابھی کچھ مدت پہلے آپ کی تصنیفِ لطیف 'اقبال اورامرِ بہائی' [۲] موصول ہوئی۔اسے میں نے اول سے آخر تک پڑھا ہے۔تحقیق میں آپ کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ساتھ ہی ساتھ اقبال پر آپ کو استناد کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔اس کے لیے میری دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔اس خط کے ساتھ میں اپنی چند تصانیف آپ کو بھیجنا چاہتا تھا لیکن 'اقبال اورامر بہائی' میں آپ کا پتا درج نہیں صرف پوسٹ بکس نمبر درج ہے۔اب مشکل یہ ہے کہ پوسٹ بکس کے پتے پر کتابوں کا پارسل تو نہیں بھیجا جا سکتا۔پوسٹ بکس تو ایک چھوٹا سا ڈبا ہوتا ہے جس میں پوسٹ کارڈ اور لفافے تو ڈالے جا سکتے ہیں لیکن اس میں پارسلوں کی گنجائش نہیں ہوتی۔آپ ازراہ کرم اپنے گھر کے پتے سے مطلع کریں تاکہ میں اپنی کتابیں آپ کو بھیج سکوں۔

امید کہ آپ ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

(۵)

۱۳ر جولائی ۹۶ء [۱]

محبِّ مکرم صابر آفاقی صاحب، آداب

کل آپ کا عنایت کیا ہوا پارسل ملا (بلکہ پارسل در پارسل) اور آج عنایت نامہ ۳ جولائی کا۔

میں مست ہوں خوشبو سے، ساقی دیئے جاتا ہے
پیمانہ بہ پیمانہ، مے خانہ بہ مے خانہ

جزاک اللہ [۲]

آپ کے اسی ۳ جولائی کے خط کے پہلے دو جملے ہیں 'کل ہی آپ کو خط پوسٹ کیا ہے۔آپ کی کتابوں کا پیکٹ آج مل گیا ہے'۔اس کے معنی ہیں کہ آپ نے اس خط سے قبل یعنی ۲ جولائی کو بھی مجھے کوئی خط لکھا۔لیکن وہ مجھے نہیں ملا۔بلکہ کل یعنی ۱۲ جولائی کو جب پارسل ملا تو اس پارسل کو کھولنے کے بعد اسے الٹ پلٹ کے دیکھتا رہا کہ شاید اس سے آپ کا کرم نامہ کہیں اٹکا ہوا ہو لیکن کوئی عنایت نامہ اس میں نہیں تھا۔ہاں وہ دو پیکٹ جو بڑے پیکٹ یا پارسل میں شامل تھے ایک (incharge Gojri programme, Radio Kashmir, Jammu) کے لیے اور دوسرا انچارج گوجری پروگرام ریڈیو کشمیر سری نگر کے لیے) [۳] میں نے نہیں کھولے کیوں کہ یہ میں اسی صورت میں دونوں جگہوں کے انچارج گوجری پروگرام کو پہنچا دوں گا۔ریڈیو کشمیر جموں کو تو پرسوں ہی دے دوں گا اور سری نگر کے لیے پیکٹ پرسوں کی ڈاک میں شامل کر دوں گا۔ہاں مخلص وجدانی صاحب [۴] کا خط ان کے مجموعہ کلام 'صلیبوں کے شہر' [۵] میں رکھا ہوا ہے

ان کی فرمائش کی تعمیل جلد کروں گا۔انشاء اللہ۔(پارسل کے اندر آپ کے عنایت نامے کی تلاش میں اس لیے بھی کرتا رہا کہ کل تک۔پارسل ملنے کے باوجود۔یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میرا بھیجا ہوا کتابوں پر مشتمل پارسل آپ کو موصول ہو گیا ہے یا نہیں۔دراصل آپ کے لیے میں نے دو پارسل تیار کروائے تھے۔اب یاد نہیں کہ ایک ایک میں کون کون سی کتاب ہے لیکن دوسرا

ابھی تک یہیں رکھا ہے۔ میں اس انتظار میں تھا کہ پہلے کی رسید آ جائے تو دوسرا ڈاک کے سپرد کروں۔ اب رسید موصول ہوگئی ہے اس لیے یہ پارسل پرسوں پیر کے روز آپ کی خدمت میں روانہ کردیا جائے گا

؎ حیف بہ جانِ سخن گر بہ سخنداں نرسد

یہ آپ کی محبت ہے کہ کتاب 'خاتونِ عجم' آپ نے پبلشر سے خرید کے مجھے عنایت کی ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ لیکن میں نے ایک پارسل مقبول اکیڈمی کے لیے بھی تیار کررکھا ہے۔ یہ آپ ہی کے پتے پر بھیجا جارہا ہے۔ آپ یہ مقبول اکیڈمی کے مالک کے حوالے کردیں۔ اپنی طرف سے، میری طرف سے نہیں۔ ان سے یہ بھی کہہ دیں کہ اپنی مطبوعات کی ایک مکمل فہرست مجھے بھجوادیں تو ان کا کرم ہو۔ فہرست مطبوعات جموں کے پتے پر بھجوائیں۔ پارسل میں آپ نے ایک نظم 'یا عبد البہا'۶ الگ سے بھیجی ہے۔ ایک ایک شعر اس نظم کا لاجواب ہے۔ فرائی صاحب ۷ ہوتے تو یہ نظم پڑھ کر کہتے 'ساری نظم موتی کی لڑی ہے۔ اول سے آخر تک'۔ یہ ان کا داد دینے کا ایک خاص طریقہ ہوا کرتا تھا۔ 'خاتونِ عجم' کی ترتیب وتدوین آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہے بالخصوص آپ کے حواشی نے کتاب کے تحقیقی مرتبے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ قراۃ العین طاہرہ کے اسم گرامی سے میں سب سے پہلے 'جاوید نامہ'۸ کے ذریعے سے آشنا ہوا۔ میں نے ۱۹۳۷ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ اس وقت تک مجھے کلام اقبال سارے کا سارا ازبر ہو چکا تھا۔ (ارمغان حجاز ۹ تو علامہ اقبال کے انتقال کے بعد چھپی)۔ صرف 'جاوید نامہ' تک میری رسائی اس وقت تک نہیں ہوئی تھی۔ یہ کتاب لائبریری سے نکلوائی اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ علامہ کی دوسری تصانیف کے بیشتر حصوں کی طرح اس کے بیشتر حصوں کا مفہوم تو رسائی سے دور رہا لیکن اس کتاب کے صوتی آہنگ نے بھی اس قدر متاثر کیا کہ یہ بھی زبانی یاد ہوتی چلی گئی۔ 'جاوید نامہ' میں اکثر ایسی شخصیات کا ذکر ہے جن کے نام اور کام سے میں اس وقت ناآشنا تھا۔ ان شخصیات میں سے بعض کے افکار علامہ مرحوم نے پیش کردیے ہیں مثلاً مہاتما بدھ۱۰، حکیم مریخی ۱۱ یا حلاج ۱۲ کے افکار۔ اب اس وقت یاد نہیں آرہا ہے کہ قراۃ العین کی غزل 'گر بہ تو افتدم چہرہ بہ چہرہ رو بہ رو'۔ داوین میں درج تھی یا نہیں تھی۔ شاید اس پہلے ایڈیشن (۱۹۳۲ء)۱۳ میں بھی یہ داوین میں درج ہو، لیکن میں چوں کہ اس نام سے آشنا نہیں تھا اس لیے میں نے یہی سمجھا کہ قراۃ العین کے افکار کو اقبال نے اپنی غزل کے انداز میں پیش کیا ہے۔ اب دو تین بار جب میں 'جاوید نامہ' شروع سے آخر تک پڑھ چکا تو ایک دن بات چیت کے دوران میں والد محترم (محروم صاحب)۱۴ کے سامنے میں نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ 'جاوید نامہ' میں اگر اقبال کے بہترین کلام کا انتخاب کیا جائے تو اقبال کی اس غزل 'گر بہ تو افتدم نظر چہرہ بہ چہرہ رو بہ رو۔ شرح دہم غم ترا نکتہ بہ نکتہ مو بہ مو'۱۵۔ کا جواب نہیں ہے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ غزل اقبال کی نہیں ہے بلکہ قراۃ العین طاہرہ کی ہے جو ایران کی ایک نامور شاعرہ ہو گزری ہے۔ پھر اس کے بعد انھوں نے اس عظیم شخصیت اور عظیم شاعرہ کے تھوڑے بہت حالات زندگی سے بھی آشنا کیا۔

اس کے بعد جب ایم اے میں داخلہ لیا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم ۱۶ سے اس عظیم شاعرہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اسلم جے راج پوری ۱۷ کی کتاب 'خواتین'۱۸ میں قراۃ العین طاہرہ کے بارے میں پڑھنے کا مشورہ دیا۔ اس خط میں علامہ اقبال کا ذکر آ گیا ہے تو یہ سوال بھی سامنے آتا ہے کہ جب قراۃ العین طاہرہ اور ان کے افکار کا ذکر انھوں نے اس قدر احترام سے کیا ہے تو علی محمد باب کا ذکر ۱۹ (جنھیں انھوں نے محمد علی باب) derogatory انداز میں کیوں کیا ہے (ضرب کلیم

میں)۔ایک سوال اور اس وقت سامنے آرہا ہے اور وہ یہ کہ آپ نے پاکستان میں رہ کر اس موضوع پر اتنا کام کیسے کرلیا ہے۔ اختلاف مسلک۲۰ کی بنا پر کوئی رکاوٹ سامنے نہیں آئی؟ مقبول اکیڈمی نے اس قدر ضخیم کتاب بھی شائع کردی۔'ماہ نو'۲۱ تو ایک سرکاری جریدہ ہے اس میں اس شخصیت۲۲ کے بارے میں مقالے کا شائع ہونا جس نے اسلام سے رشتہ توڑا اور ایک دوسرے مذہب کے ساتھ جوڑا ہو، موجودہ حالات میں حیرت انگیز نظر آتا ہے۔ایک سوال اور۔کیا بابی مذہب اور بہائی مذہب۲۳ دو الگ الگ مذہب ہیں؟ اس پر روشنی ڈال کر ممنون کریں۔

پس نوشت: آپ نے 'مری'۲۴ کے زیر عنوان میری نظم کا ذکر کیا ہے۔آپ یہ بڑے شوق سے اپنے دوست۲۵ کو دے سکتے ہیں ان کی کتاب میں شامل کرنے کے لیے۔غالباً مری کے زیر عنوان میری دو نظمیں ہیں ایک 'بیکراں' میں دوسری 'وطن میں اجنبی' میں۔ثانی الذکر کتاب والی نظم کے دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں 'چرخ' کی جگہ پر غلطی سے 'عرش' چھپ گیا۔اسے صحیح کردیں۔شکاگو والی بہائی لڑکی اس وقت تک واپس جا چکی ہوگی۔اسے یہاں صرف ایک ہفتہ قیام کرنا تھا اور اس سے ملاقات کو اب بہت دن ہوگئے ہیں۔ملاقات میں آپ کا خاصا ذکر آیا تھا۔اس کے ساتھ ایک سردار جی تھے۔وہ بھی بہائی تھے۔یہیں جموں کے۲۶۔لڑکی نے اپنے قیام کا پتا بتایا اور دوسرے دن آنے کی دعوت دی۔میری مشکل یہ تھی کہ ڈرائیور دو تین روز کے لیے چھٹی پر تھا۔سردار جی نے کہا کہ میں آکر آپ کو لے جاؤں گا۔(دعوت مجھے اور میری بیوی دونوں کو تھی)۔ہم منتظر رہے لیکن وہ سردار جی نہ آئے۔اس لیے اس بچی سے دوبارہ ملاقات نہ ہوسکی۔اس بچی کا تعلق بمبئی سے ہے۔قیام اس کا شکاگو میں ہے۔اردو بول بھی لیتی ہے۔سمجھ بھی لیتی ہے۔میں نے 'یا بہاالله' میں سے آسان اشعار چن کر اسے سنائے۔(اس کتاب 'یا بہاالله' کی ایک جلد آپ مجھے پہلے بھی بھیج چکے تھے) بعض انگریزی میں ترجمہ کرکے سنائے۔باقی باتیں کسی ملاقات پر۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔ والسلام

آزاد

یہ خط مکمل کرنے کے بعد میں نے یہ کتاب 'خاتون عجم' اٹھائی اور اس کے حصہ نظم کا مطالعہ شروع کیا۔'گر بہ تو افتدم نظر' پر آپ کی تضمین دیکھی۔اتنی معیاری غزل کی تضمین کرنا اور اس کامیابی کے ساتھ، یہ آپ کا کمال فن ہے۔اس خوبصورت تضمین پر مبارک باد قبول کیجیے۔اس حصہ نظم میں جن شعراء کی نظمیں موجود ہیں قرۃ العین طاہرہ کی شان میں، کیا یہ تمام شعراء بہائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟۲۷ ایسا تو غالباً نہیں ہوگا۔ والسلام

آزاد

(۶)

۱۵/اگست ۹۶ء

۲ستمبر ۹۶ء

برادر عزیز صابر آفاقی صاحب۔آداب۔

آپ کا فارسی مجموعہ کلام 'در جستجوی سیارہ ای دیگر'۲۸ موصول ہوا۔

؎ کرم کردی باشی زندہ باشی

ماشاءاللہ فارسی میں بھی آپ کی طبیعت خوب چلتی ہے۔کیا عمدہ شعر آپ نے کہا ہے

دیر و حرم بچشم محبت برابر است
من دیدہ ام بہ ہر دومکاں جائے پائے تو

کس کس شعر کی تعریف کی جائے۔میں اس کتاب کی تمام غزلیں پڑھ چکا ہوں۔پرسوں میں پھر دہلی جا رہا ہوں۔یہ مجموعہ کلام اس سفر میں بھی میرا رفیق رہے گا۔سب سے پہلے جو آپ نے خط لکھا وہ مجھے بعد میں ملا اور پہلے کے بعد لکھا ہوا خط سب سے پہلے ملا۔یہ بات غالباً میرے خطوط سے ظاہر ہوگئی ہوگی۔'خاتونِ عجم' اور آپ کی دوسری عنایات کے بعد شکریہ رسید دے چکا ہوں۔اب ایک ایک کتاب پڑھ رہا ہوں اور لطف اندوز ہو رہا ہوں۔

آپ کے دوست کے عنایت نامے کی رسید غالباً آپ کے نام اپنے خط میں دے چکا ہوں۔ان کے نام میں نے خط لکھا اور اس سے پہلے کہ اسے ڈاک کے سپرد کروں میں آندھرا پردیش[۳] کی سالانہ اردو کانفرنس[۴] میں شرکت کے لیے حیدرآباد[۵] روانہ ہوگیا۔گھر واپس آیا تو نئی ڈاک بھی موجود تھی اور پرانی بھی۔انھیں ترتیب دینے کی کوشش کی تو سب کاغذات اوپر نیچے ہوگئے (گم کوئی کاغذ نہیں ہوا)۔چند روز میں میرا مذکورہ لکھا ہوا خط سامنے آجائے گا اور میں وہ پوسٹ کر دوں گا (یہ خط پوسٹ کیا جا چکا ہے۔۲ستمبر ۹۶ء)۔ان کے زیادہ تر اشعار بہت عمدہ ہیں۔کہیں کہیں میں نے مشورہ دینے کی گستاخی کی ہے امید کہ وہ برا نہیں مانیں گے۔'ہزارہ ٹائمز[۶]' ایبٹ آباد کا تراشہ بھی موصول ہوا سراپا سپاس ہوں۔

خدا کرے آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: آپ نے ابھی تک یہ اطلاع نہیں دی کہ کتابوں کا دوسرا پارسل آپ کو موصول ہوگیا ہے یا نہیں۔غالباً اس وقت تک تو مل گیا ہوگا۔

حواشی

تعارف

۱ یاسمین کوثر، جگن ناتھ آزاد بطور اقبال شناس، (جموں: اردو فورم ایورگرین پبلشرز، بار اول ۲۰۰۳ء) ص ص: ۲ تا ۲۷۔

۲ راشد حمید، جگن ناتھ آزاد 'اخبار اردو' (ماہنامہ)، اسلام آباد: ستمبر ۲۰۰۴ء (ج۔۲۰، شمارہ۔۹)، ص:۲۔

۳ یاسمین کوثر بحولہ بالا، ص ص: ۳۸ تا ۴۵۔

۴ ایضاً، ص ص: ۲۷۶ تا ۲۷۷۔

۵ مخلص وجدانی، تعارف نامہ، مظفر آباد: ادبیات، 1993ء، ص۳۔

۶ ماہنامہ 'شاعر' ممبئی، دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۱۴۔

۷ ڈاکٹر صابر آفاقی، در جستجوی سیارہ ای دیگر، مظفر آباد: انجمن فارسی، ۱۹۸۸ء، ص۵۔

۸ ڈاکٹر صابر آفاقی، اقبال اور کشمیر، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء، ص۴۔

۹ ڈاکٹر صابر آفاقی، مظفر آباد، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۲۰۰۹ء، ص۳۔

۱۰ عبدالکریم، 'ڈاکٹر صابر آفاقی وفات پاگئے' مشمولہ 'ہمارا مقصد' روزنامہ، نئی دہلی، یکم مئی ۲۰۱۱ء۔

متن:

خط نمبر۱

۱ جگن ناتھ آزاد نے تسلیم کا لفظ ایک بار استعمال کیا ہے۔وہ آفاقی کے لیے برادر عزیز کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔اس سے دونوں کے تعلقات کی گہرائی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

۲ ۱۹۷۷ء میں علامہ اقبال کی سوویں سالگرہ کے موقعے پر پورے سال کو اقبال صدی کے طور پر منایا گیا۔

۳ سری نگر یونی ورسٹی مراد ہے جسے کشمیر یونی ورسٹی بھی کہا جاتا ہے اور یہ کشمیر کے گرمائی دارالحکومت سری نگر میں ہے۔

۴ ڈاکٹر خوندمیری ۷ فروری ۱۹۲۲ء کو پیدا ہوئے۔معروف ادیب، نقاد اور اقبال شناس تھے۔عثمانیہ یونی ورسٹی حیدر آباد دکن میں کئی سال تک پڑھاتے رہے۔کئی ممالک کے علمی دورے کیے اور اسلامی فلسفہ اور قانون پر لیکچر دیے۔'اقبال'، 'انسانی تاریخ اور وقت' مشہور تصانیف ہیں۔(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ۱۹۸۷ء)

۵ پروفیسر اسلوب احمد انصاری۔معروف اقبال شناس ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔دانشور، نقاد اور استاد۔مشہور تصانیف میں ادب و تنقید اور اقبال کی تیرہ نظمیں شامل ہیں۔(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ۱۹۸۷ء)

۶ علی سردار جعفری: ہندوستان کے معروف شاعر، نقاد اور اقبال شناس۔ان کی کتاب 'اقبال شناسی' معروف کتابوں میں سے ہے۔بلرام پور میں پیدا ہوئے۔ترقی پسند شاعر تھے اور پکے کمیونسٹ۔(راستے کھول دو، ۲۰۱۲ء)

۷ معروف اقبال شناس پروفیسر آل احمد سرور مراد ہے۔اقبال اور ان کا فلسفہ، اقبال اور ابلیس، اقبال اور ان کے نکتہ چیں، اقبال اور مغرب اور اقبال کے خطوط اہم تصانیف ہیں۔کشمیر یونی ورسٹی میں دنیا کی پہلی مسندِ اقبال کے اولین ڈائریکٹر۔(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ۱۹۸۷ء)

۸ ڈاکٹر شمس الرحمان فاروقی معروف نقاد، غالب شناس اور اردو ادب کے شناسا۔بیسیوں کتابوں اور مقالات کے خالق۔۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے اور الٰہ آباد سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔۱۹۶۶ء میں 'شب خون' جاری کیا جو ہم عصر ادب کے معیاری جریدے کے طور پر سامنے آیا۔معرکۃ الآرا کتاب 'شعر شور انگیز' پر ۱۹۹۶ء میں 'سرسوتی سمان' ایوارڈ دیا گیا۔ان کے تنقیدی عمل کا دائرہ وسیع ہے۔داستان سے غزل کی کلاسیکی شعریات اور جدیدیت کی شناخت سے لے کر عروض و لغات تک آپ نے تفصیلی بحثیں کی ہیں۔(وکی پیڈیا)

۹ پروفیسر شمیم حنفی: ممتاز ماہرِ لسانیات، پروفیسر اور نقاد۔اردو زبان و ادب خاص موضوع ہے اور اس پر کئی مقالات تحریر کر چکے ہیں۔۱۷ مئی ۱۹۳۹ء کو سلطان پور ہندوستان میں پیدا ہوئے۔پروفیسر امریطس کے طور پر جامعہ ملّیہ سے منسلک ہیں اور دہلی میں رہتے ہیں۔مشہور تصانیف میں جدیدیت کی فلسفیانہ اساس، نئی شعری روایت، جدیدیت اور شعر، رات: شاعر اور زندگی شامل ہیں۔(وکی پیڈیا)

۱۰ ہندوستان کی ایک قدیم یونی ورسٹی جو ۱۹۱۶ء میں قائم ہوئی۔اردو کا شعبہ بھی موجود ہے۔(وکی پیڈیا)

۱۱ کوشش کے باوجود تفصیل نہیں مل سکی۔

١٢۔ یہ یونی ورسٹی کرناٹک ہی میں ہے اور اکتوبر ۱۹۴۹ء میں قائم کی گئی۔ شعبۂ اُردو موجود ہے۔ (وکی پیڈیا)

١٣۔ روس کا دارالسلطنت

١٤۔ روس کا ایک شہر جو کمیونسٹ رہنما لینن کے نام سے موسوم ہے۔

١٥۔ Natalia Prigarina ۸ مئی ۱۹۳۴ء کو روس میں پیدا ہوئیں۔ ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا موضوع تھا Some aspects of Mohammad Iqbal's Persian Lyrics۔ ۲۰۰۶ء میں انھیں علامہ اقبال پر لکھی گئی کتاب The Poetry of Mohammad Iqbal(Russian) پر بہترین کتاب کے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ ۲۰۰۸ء میں ستارۂ امتیاز بھی عطا کیا گیا۔

١٦۔ نتالیا نے روسی زبان میں اقبال پر دو کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں Potery of Mohammad Iqbal,Poetics of Mohammad Iqbal's Work شامل ہیں۔

١٧۔ علامہ اقبال کے فارسی مجموعہ کلام 'زبورِ عجم' میں شامل ایک طویل فارسی نظم۔ 'اسرار و رموز' کی بحر میں یہ ایک طویل مثنوی ہے۔ یہ مثنوی دراصل محمود شبستری کی مشہور تصنیف 'گلشنِ راز' سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ اس میں نو سوالوں کے جواب دیے گئے ہیں۔ جواب فلسفیانہ ہیں۔ (کلیاتِ اقبال [فارسی] ۱۹۹۲ء)

١٨۔ علامہ اقبال کا تیسرا اردو مجموعۂ کلام جسے علامہ نے عصر حاضر کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا۔ ۱۹۳۶ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ (کلیاتِ اقبال [اردو]، جون ۱۹۹۶ء)

١٩۔ ایک روسی سکالر جس نے علامہ اقبال کے فکر و فن پر کام کیا۔ موضوعِ تحقیق دستیاب نہیں۔

٢٠۔ اس بارے میں ممتاز ماہرِ اقبالیات ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر سہیل عمر نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا کہ تاسانایا کون ہیں۔

٢١۔ اس دور میں سوویت یونین میں شامل ایک مسلمان ریاست جو اب آزاد و خود مختار ہے۔

٢٢۔ ایک ادبی تنظیم جو اقبال اور فکرِ اقبال کے گرد گھومتی ہے۔ علامہ اقبال اور ان کی فکر سے متاثر افراد نے دنیا کے مختلف گوشوں میں بزمِ اقبال کے نام سے انجمنیں تشکیل دیں۔

٢٣۔ تاجکستان کا دارالخلافہ۔ آزاد نے دوشنبے یونی ورسٹی میں ۱۹۷۸ء میں Iqbal's Philosophy of Life پر لیکچر دیا تھا۔

٢٤۔ اردو کے معروف شاعر اسد اللہ خان غالب مراد ہیں۔ لینن گراڈ میں آزاد نے غالب پر انگریزی زبان میں ایک لیکچر Ghalib as a Prose writer کے نام سے دیا۔

٢٥۔ یونی ورسٹی آف ریگا لٹویا سوویت یونین کا حصہ تھی۔ اب لٹویا ایک آزاد ریاست ہے جو سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد آزاد ہوئی۔ اس یونی ورسٹی میں آزاد نے انگریزی میں Modern Urdu Literature پر لیکچر دیا تھا۔

٢٦۔ درست نام ہے A History of Muslim Rule in Kashmir۔ یہ کتاب آر کے پارمو (R.K.Parmu) کی تصنیف ہے اور انگریزی زبان میں ہے۔ یہ ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی اور اسے پیپل پبلی کیشن ہاؤس دہلی (People publication house Dehli) نے شائع کیا۔ یہ ۱۳۲۰ء سے ۱۸۱۹ء کی مسلم تاریخ ہے۔ اس کتاب کے ۵۴۴ صفحات ہیں۔ jammukashmir.eclipse.co.uk

۲۷۔ مکتبۂ جامعہ دہلی مراد ہے۔ جو اشاعت کا ایک قابلِ قدر ادارہ ہے۔ اور اس کی ایک شاخ ممبئی میں بھی ہے۔
۲۸۔ مصنف سے مراد آر کے پارمو ہیں۔ یہ تصنیف مسلم تعصب سے بھری پڑی ہے اور شاید اسی لیے ڈاکٹر آفاقی نے اس کا ترجمہ 'تاریخ کشمیر' کے نام سے کیا۔ اس کتاب پر اعتراضات کی وجہ سے اس پر پابندی بھی عائد کی گئی۔ پارمو کی اس کتاب پر آفاقی نے حواشی کی ضرورت محسوس نہیں کی۔
۲۹۔ انجمن ترقی اُردو کراچی۔
۳۰۔ ترقی اُردو بورڈ کراچی جن کا سب سے وقیع کام 'اردو لغت' کی تیاری ہے۔
۳۱۔ قوسین پبلشرز لاہور مراد ہے۔
۳۲۔ ۱۹۷۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ یہ تین مقالات کا مجموعہ ہے جو جموں کشمیر یونی ورسٹی کی دعوت پر لکھے گئے۔ ان میں شعر اقبال کا ہندوستانی پس منظر، اقبال کے کلام کا صوفیانہ لب ولہجہ اور اقبال اور اس کا عہد شامل ہیں۔ اس کتاب کو الادب لاہور نے ۱۹۸۹ء میں دوبارہ شائع کیا۔ (اقبال اور اس کا عہد، ۱۹۷۷ء)
۳۳۔ تفصیل نہیں ملی کہ ان کی اور کتابوں سے کیا مراد ہے۔
۳۴۔ ایک معروف علمی وادبی رسالہ جو لاہور سے شائع ہوتا تھا اور طفیل احمد ۱۹۴۸ء سے ۱۹۸۶ء تک 'نقوش' کے مدیر رہے۔ آپ خاکہ نگار بھی تھے اور رائٹرز گلڈ کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ مشہور تصانیف میں آپ، جناب، صاحب، محترم، مکرم وغیرہ شامل ہیں۔ (تحقیق، جولائی/دسمبر ۲۰۱۱ء)
۳۵۔ ڈاکٹر سلیم اختر: معروف نقاد، ماہر لسانیات اور اقبال شناس۔ ان گنت کتابوں کے مصنف۔ اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، اقبالیات کے نقوش، شعور سے لاشعور کا شاعر: غالب، اقبال کا نفسیاتی مطالعہ، تخلیق، تخلیقی شخصیات اور تنقید اور تنقیدی دبستان مشہور تصانیف ہیں۔ (اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ۱۹۸۷ء)
۳۶۔ ڈاکٹر وحید قریشی: استاد، محقق، نقاد، شاعر۔ ۱۴ر فروری ۱۹۲۵ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی (فارسی) اور ڈی لٹ (اردو) کیا۔ اقبال اکادمی کے قائم مقام ناظم اور مقتدرہ کے صدر نشین رہے۔ مشہور تصانیف میں شبلی کی حیاتِ معاشقہ، میر حسن اور ان کا زمانہ، تنقیدی مطالعے، باغ و بہار: ایک تجزیہ اور پاکستان کی نظریاتی بنیادیں شامل ہیں۔ (اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ۱۹۸۷ء)
۳۷۔ ڈاکٹر معزالدین ۵ جنوری ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ اقبال اکادمی لاہور کے سابق ناظم تھے۔ علی گڑھ سکول اسلام آباد کے پرنسپل رہے۔ 'رہنمائے سخن' مشہور تصنیف ہے۔ (اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، ۱۹۸۷ء)
۳۸۔ جگن ناتھ آزاد کی مشہور تصنیف جو اقبال صدی تقاریب کے سلسلے میں ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ اسے سری نگر سے شائع کیا گیا۔ اقبال اور کشمیر کے تعلق پر تین کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن ان تینوں میں وقیع جگن ناتھ آزاد کی کتاب 'اقبال اور کشمیر' ہی ہے۔ (اقبال اور کشمیر، ۱۹۷۷ء)
۳۹۔ پاکستان کا ایک نظریاتی اردو روزنامہ جس کے مدیر مجید نظامی ہیں۔
۴۰۔ ڈاکٹر انور محمود خالد: معروف نقاد اور پروفیسر۔ درست نام انور محمود خالد ہے۔ فیصل آباد کے رہائشی ہیں۔ گورنمنٹ

کالج فیصل آباد کے صدر شعبہ رہے۔ انھوں نے ''اردو نثر میں سیرت نگاری'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا۔ اقبالیاتی ادب میں گراں قدر اضافے کیے۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر سکالرز کی نگرانی اور ممتحن کے فرائض انجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔

۴۱۔ ۱۴ جولائی ۱۹۷۸ء کو روزنامہ 'نوائے وقت' میں آزاد کی تصنیف 'اقبال اور کشمیر' پر انور محمود خالد نے تبصرہ لکھا جس میں یہ چار سوال اٹھائے کہ کیا 'آں برہمن زادگان زندہ دل' سے واقعی پنڈت موتی لعل نہرو اور پنڈت جواہر لعل نہرو مراد ہے۔ کیا 'آں جواں کو شہر و دشت و در گرفت' سے شیخ محمد عبداللہ (شیر کشمیر) ہی مراد ہے؟ کیا ملا زادہ ضیغم لولابی دراصل مولانا سید انور شاہ کشمیری ہیں؟ کیا فی الحقیقت اقبال نے شیخ عبداللہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کر دیں؟ راقم نے ایم فل (اقبالیات) کے مقالے 'اقبال اور کشمیر کے تعلق پر لکھی گئی تین کتب کا تحقیقی و تقابلی جائزہ' میں ان سوالوں کے جواب دیے ہیں۔

۴۲۔ ان کی تفصیل نہیں مل سکی۔

۴۳۔ انجمن ترقی اردو (ہند) کا ہفت روزہ اخبار جو نئی دہلی سے شائع ہوتا ہے۔

۴۴۔ دہلی سے شائع ہونے والا علمی اور ادبی مجلہ۔

۴۵۔ اعظم گڑھ ہندوستان سے شائع ہونے والا ایک علمی اور ادبی مجلہ۔

۴۶۔ جسٹس محمد یوسف صراف مراد ہیں جو ممتاز قانون دان تھے اور آزاد کشمیر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی۔ ۱۹۲۳ء کو بارہ مولہ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ سے قانون کی تعلیم پائی۔ میر پور آزاد کشمیر میں پریکٹس شروع کی۔ تحریک آزادی کشمیر میں سرگرم حصہ لیا۔ کشمیر اور اس کی تحریک آزادی پر انگریزی زبان میں ایک ضخیم کتاب Kashmiris Fight for Freedom لکھی۔ جو ۱۹۷۷ء میں فیروز سنز لاہور نے شائع کی۔

۴۷۔ آزاد نے تمام خطوط میں اختتام اسی جملے سے کیا ہے۔

خط نمبر۲

۱۔ جگن ناتھ آزاد نے تمام خطوط جو انھوں نے خود لکھے ہیں، میں تاریخ ایسے ہی لکھی ہے یعنی صرف سال لیکن صدی کے بغیر۔

۲۔ بروایت ڈاکٹر ظفر حسین ظفر۔ پروفیسر ظہور الدین صاحب کے مطابق بچھ صاحب استاد، محقق اور ماہر تعلیم تھے۔ کشمیر کے مختلف کالجوں کے پروفیسر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سوپور ایجوکیشنل ٹرسٹ کے انچارج بنے۔ تھانہ منڈی میں بی ایڈ کالج چلاتے رہے۔

۳۔ آفاقی کا پہلا مجموعۂ کلام 'شعرِ تمنا'۔ اس کتاب کا پیش لفظ احسان دانش نے لکھا نیز مناسب اصلاح بھی کی۔ یہ کتاب ۱۹۸۰ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی۔

۴۔ تفصیل دستیاب نہیں ہو سکی۔

۵۔ پنجاب یونی ورسٹی لاہور، پشاور یونی ورسٹی پشاور، کراچی یونی ورسٹی کراچی اور اسلام آباد میں قائد اعظم یونی ورسٹی۔

۶۔ مخلص وجدانی کے مطابق کرم دین کا پورا نام کرم دین چوپڑا ہے۔ جو جموں کے رہنے والے اور گوجری زبان کے

نثر نگار اور افسانہ نگار تھے۔ وفات پا چکے ہیں۔

خط نمبر ۳

۱۔ یہ کتاب ڈاکٹر صابر آفاقی نے اپنے مذہب کے پیشوا بہاء اللہ کو منظوم خراج تحسین پیش کرنے کے لیے لکھی۔

۲۔ یہ جگن ناتھ آزاد کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے جو پہلی بار ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی۔

۳۔ امریکہ کی ایک ریاست۔

۴۔ جموں یونی ورسٹی جموّں۔

۵۔ یہ ۳۰/جون تا ۸/جولائی ہوگا جسے آزاد نے ۸/اپریل لکھ دیا ہے۔

۶۔ یہ ماحول کا اثر ہے کہ آزاد جیسا ہندو شاعر اور اقبال شناس ان شاء اللہ کا استعمال کر رہا ہے۔

۷۔ ایک اشاعتی ادارہ جو لاہور میں ہے۔

۸۔ آفاقی نے قرۃ العین طاہرہ پر ایک کتاب 'خاتونِ عجم' کے نام سے ترتیب دی۔ یہ ضخیم کتاب مقبول اکیڈمی لاہور نے ۱۹۹۵ء میں شائع کی۔

خط نمبر ۴

۱۔ یہ خط آزاد نے خود نہیں لکھا بلکہ کسی سے لکھوایا اسی لیے انداز تخاطب بھی تبدیل ہے۔

۲۔ آفاقی نے اس کتاب پر شاید اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے بعد سب سے زیادہ محنت کی ہے۔ انھوں نے ساٹھ حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ علامہ اقبال نے بہائی مذہب کا مطالعہ کیا اور آپ کے افکار و کلام میں اس کا انعکاس ہوا ہے۔ اس کتاب کو کسی ادارے نے شائع کرنے کی جرات نہیں کی۔ آخر بہائی مرکز نے ہی اسے شائع کیا۔ یہ کتاب کتب خانوں میں نظر نہیں آتی۔ آفاقی صاحب کے کتب خانے میں اس کی ایک کاپی موجود ہے۔ اقبال واقعی مظلوم ہے کہ کبھی اسے قادیانی اپنی طرف کھینچتے ہیں تو کبھی بہائی۔

خط نمبر ۵

۱۔ اس خط میں آزاد نے انداز تخاطب تبدیل کیا ہے۔

۲۔ ماحول اور تہذیب کا اثر ہے کہ آزاد نے اسلامی شعائر کا غیر شعوری طور پر اثر قبول کیا ہے۔

۳۔ آفاقی اردو کے علاوہ گوجری میں بھی لکھتے تھے۔ ان کے گیت اب بھی ریڈیو سری نگر اور جموں کے گوجری پروگراموں کا لازمی حصہ ہیں۔

۴۔ آفاقی، کے برادر خورد اور اردو گوجری کے نامور شاعر۔

۵۔ مخلص وجدانی کا اردو مجموعۂ کلام۔ اسے ادبیات مظفر آباد نے ۱۹۹۵ء میں زیورِ طبع سے آراستہ کیا۔ ۲۰۰۶ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ اس مجموعۂ کلام میں غزلیں اور نظمیں شامل کی گئی ہیں۔

۶۔ آفاقی کا ایک شعری مجموعہ جو ۱۹۹۲ء میں ادبیات مظفر آباد نے شائع کیا۔ اس میں آفاقی کی مذہبی شاعری ہے۔

۷۔ پروفیسر ظہور، راجاندر بونیاری جو جموں و کشمیر کے نامور ادیب اور محقق ہیں، اس نام سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

۸۔ علامہ اقبال کا فارسی شعری مجموعۂ کلام جو ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔
۹۔ ارمغانِ حجاز دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے اور یہ علامہ اقبال کی وفات ۱۹۳۸ء کے بعد شائع ہوئی۔
۱۰۔ بدھ مذہب کے بانی۔ جاوید نامہ میں 'وادی طواسین' میں اقبال ان سے ملے۔ (کلیاتِ اقبال [فارسی]،۱۹۹۲ء)
۱۱۔ فلک مریخ پر اقبال کی ملاقات حکیم مریخی سے ہوتی ہے اور ان کے درمیان تقدیر و تدبیر کے مسئلے پر گفتگو ہوتی ہے۔ (کلیاتِ اقبال [فارسی]،۱۹۹۲ء)
۱۲۔ منصور حلاج مراد ہے۔ زندہ رود کی فلک مشتری پر حلاج سے ملاقات ہوتی ہے۔ آفاقی نے بھی منصور حلاج کے افکار پر ایک کتاب تحریر کی ہے۔
۱۳۔ ۱۹۳۲ء میں جاوید نامہ کا پہلا ایڈیشن منظر عام پر آیا۔
۱۴۔ تلوک چند جو محروم تخلص کرتے تھے اور جگن ناتھ آزاد کے والد تھے۔ محروم اردو کے بڑے شاعر تھے۔ یکم جولائی ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے۔ بے شمار شعری مجموعے ہیں جن میں گنج معانی، کاروان وطن، بہار طفلی، نیرنگ معانی اور شعلہ نوا مشہور ہیں۔ (تحقیق، جولائی/دسمبر ۲۰۱۱ء)
۱۵۔ یہ غزل طاہرہ کی ہے۔ جس کا شعر اقبال نے تضمین کیا ہے۔
۱۶۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ۵ر اپریل ۱۹۰۶ء کو منگلور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی۔ ممتاز ادیب، نقاد، محقق، استاد تھے۔ دائرہ معارف کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا کی مشاورتی کمیٹی کے رکن رہے۔ بے شمار کتابیں اور مقالات تحریر کیے۔ جن میں سرسید سے اقبال، میر امن سے عبدالحق، نقد میر، اشارات تنقید، شعرائے اردو کے تذکرے وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں وفات پائی۔ (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ۱۹۸۷ء)
۱۷۔ اسلم جیراج پوری، جیراج پور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے وابستہ رہے۔ ممتاز تاریخ دان تھے۔ مشہور تصانیف میں تاریخ الامت، سیرۃ عمرو بن العاصؓ، تاریخ نجد، سیرۃ جامی وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔ (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ۱۹۸۷ء)
۱۸۔ اسلم جیراج پوری کی مشہور تصنیف۔
۱۹۔ ضربِ کلیم میں شامل نظم کا عنوان ہے 'محمد علی باب'

تھی خوب حضورِ علما باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعراب سمٰوٰت
اس کی غلطی پر علما تھے متبسم
بولا تمھیں معلوم نہیں میرے مقامات
اب میری امامت کے تصدق میں ہیں آزاد
محبوس تھے اعراب میں قرآن کے آیات

derogatory کیوں کیا۔تو اس کا جواب اس کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے کہ اقبال طاہرہ کی شاعری کے حرکی پہلو سے متاثر تھے نہ کہ بابی تحریک یا مذہب سے۔اسی لیے انھوں نے قادیانی اور بہائی دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے

آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد

آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد

۲۰۔ بہائی یا بابی مسلک نہیں، مذہب ہے اور اس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔انھیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور بہائی خود کو الگ مذہب کا پیروکار کہتے ہیں۔انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن کے مطابق Baha'is are the followers of Mirza Husayn Ali Nuri,known as Baha Allah.The new religion arose in the second half of the 19th century among those Babis who recognized in Baha Allah the prophetic figure foretold by their leader;the Bab.(The Encyclopedia of Religion,1987)

۲۱۔ لاہور سے شائع ہونے والا ایک علمی اور ادبی مجلّہ

۲۲۔ قراۃالعین طاہرہ

۲۳۔ بابی اور بہائی ایک مذہب کے دو نام ہیں۔محمد علی باب کی وجہ سے اسے بابی بھی کہا جاتا ہے اور بہاءاللہ کی وجہ سے بہائی بھی۔۱۲۶۰ھ میں باب نے دعویٰ کیا کہ میں مامور من اللہ ہوں۔اسے ۱۸۵۰ء میں ۹ جولائی کو قتل کر دیا گیا۔بہاءاللہ نے باب کے مذہب کو ایک نئی جہت اور شکل دی۔(تلمیحاتِ اقبال، دسمبر ۱۹۸۵ء)

۲۴۔ پنجاب کا ایک صحت افزا مقام۔

۲۵۔ لطیف کشمیری مرحوم مراد ہیں جو اردو کے بڑے شاعر تھے اور آفاقی کے دوست بھی۔مری کے رہنے والے تھے۔مال روڈ مری کی اقبال لائبریری میں اکثر مشاعرے ان ہی کی نگرانی میں ہوتے جن میں پاکستان اور کشمیر سے بڑے نامی گرامی شعرا شرکت کرتے۔

۲۶۔ شکاگو والی لڑکی اور سردار جی کا نام باوجود کوشش اور تلاش بسیار معلوم نہیں ہو سکا۔

۲۷۔ ایسا واقعی نہیں۔ان میں حلیم شرر جیسے عالم بھی شامل ہیں۔کچھ بہائی ہو سکتے ہیں جیسے مارتھا روٹ۔

خط نمبر ۶

۱۔ آزاد نے آفاقی کو یہ خط روانہ کرنے سے پہلے ایک خط ۲/ستمبر کو لکھا۔اسی لیے اس خط پر دو تاریخیں درج کی ہیں اور خط میں اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

۲۔ آفاقی کی فارسی غزلوں کا دوسرا مجموعہ ۱۹۸۸ء میں 'در جستجوی سیارہ ای دیگر' کے نام سے انجمن فارسی مظفر آباد نے شائع کیا۔اس کا دوسرا ایڈیشن ابوظہبی سے شائع ہوا۔پہلا مجموعہ 'گلہای کشمیر' تھا۔

۳۔ ہندوستان کا ایک صوبہ

۴۔ یہ کانفرنس حیدرآباد دکن میں ہوئی تھی۔
۵۔ حیدرآباد دکن۔ آندھرا پردیش کا ایک قدیم شہر جو مسلم تہذیب وثقافت کا مرکز تھا۔اردو پر سب سے زیادہ کام اسی شہر میں ہوا۔
۶۔ ایک روزنامہ جواب بند ہو چکا ہے۔ یہ صوبہ پختون خواہ کے شہر ایبٹ آباد سے شائع ہوتا تھا
۷۔ خیبر پختون خواہ (سابقہ نام صوبہ سرحد) کا ایک مشہور شہر جو آرمی ہیڈ کوارٹر اور کاکول اکیڈیمی کی وجہ سے مشہور ہے۔اسے زیادہ شہرت اس وقت ملی جب اسامہ بن لادن کو امریکی میرینز نے رات کی تاریکی میں شب خون مار کر شہید کردیا۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ اقبال، محمد، (مرتب:۱۹۹۲ء)، ''کلیات اقبال (فارسی)''، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔
۲۔ ایضاً، (مرتب:۱۹۹۶ء)، ''کلیات اقبال (اردو)''، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔
۳۔ ایلاڈ، مرسی، (۱۹۸۷ء)، ''دی انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن''، میک ملن پبلشنگ کمپنی، نیویارک۔
۴۔ آفاقی، صابر، (۱۹۹۷ء)، ''اقبال اور کشمیر''، اقبال اکادمی، لاہور۔
۵۔ ایضاً، (۱۹۸۸ء)، ''درجستوی سیارہ ای دیگر''، انجمن فارسی، مظفرآباد۔
۶۔ ایضاً، (۲۰۰۹ء) ''مظفرآباد''، مقبول اکیڈمی، لاہور۔
۷۔ جعفری، رضا، (۲۰۱۲ء)، ''راستے کھول دو''، الحمد پبلی کیشنز، کراچی۔
۸۔ علی خان، حامد، (مرتب:۱۹۸۷ء)، ''اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی۔
۹۔ کوثر، یاسمین، (۲۰۰۳ء)، ''جگن ناتھ آزاد بطور اقبال شناس''، اردو فورم ایورگرین پبلشرز، جموں۔
۱۰۔ وجدانی، مخلص، (۱۹۹۳ء)، ''تعارف نامہ''، ادبیات، مظفرآباد۔

رسائل:

۱۱۔ احمد، قاسم محمود، (۲۰۱۱ء)، ''مکاتیب جگن ناتھ آزاد بنام ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، مشمولہ: ''تحقیق''، جولائی۔دسمبر، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جامشورو سندھ۔
۱۲۔ حمید، راشد، (۲۰۰۴ء)، ''جگن ناتھ آزاد''، اخبار اردو، جلد ۲۰، شمارہ ۹، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔
۱۳۔ عبدالکریم، (یکم مئی ۲۰۱۱ء)، ''ڈاکٹر صابر آفاقی وفات پا گئے''، مشمولہ: ''مجارا مقصد''، روزنامہ، نئی دہلی۔
۱۴۔ ''شاعر''، ماہ نامہ، دسمبر ۲۰۰۸ء، بمبئی۔